عشق بلا خیز
علیشہ خان

****

اس کی آنکھیں بھیگی تھی۔اس کا دل رو رہا تھا۔اس کا خوبصورت چہرہ مرجھائے ہوئے پتے کی طرح زرد اور جذبات کی طرح عاری تھا۔

اج پھر نوید نے اس کا دل دکھایا تھا۔اس کے پیار کو ٹھوکر مار کر چلا گیا تھا۔کاش وہ ارشی کا دل کھول کر دیکھ سکتا کہ وہ نوید سے کسی قدر ٹوٹ کر پیار کرتی ہے ارشی کے جذبات کی ذرہ برابر پرواہ نہ کرتے ہوئے وہ یہ کہہ کر چلا گیا

آرشی پلیز تم مجھے بھول جاؤ۔"

"پلیز میں تم سے پیار نہیں کرتا

آور ارشی جس کے دل میں نوید کے لیے بے لوث محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔خاموشی کی تصویر بنی کھڑی رہی۔اس کی ربان سے ایک جملہ بھی ادا نہ ہو سکا۔ہاں البتہ اس کی آنکھوں سے آنسوں ضرور برسے جو چیخ چیخ کر نوید کی بے وفائی پر بین کر رہے تھے۔وہ ارشی جس نے نوید کے ساتھ اپنا خوش گوار بچپن بتایا تھا۔وہ ارشی جسے بچپن ہی سے نوید کے نام سے منسوب کر دیا تھا جس

نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ نوید کی یادوں سے سجایا تھا۔جس کے جسم میں نوید کے نام کی سانسیں چلتی تھیں۔جس کی آنکھوں میں نوید تھا۔اخر کیسے۔

کیسے وہ بھلا دیتی وہ اس نوید کو؟؟؟

جو خود سے زیادہ آرشی کو چہاتا تھا۔جس نے ارشی سے محبت کے عہد وپیمان کئے تھے۔

جس نے کبھی ارشی کے وجود کو بری نظر نہیں دیکھا تھا اور ہمیشہ یہ والہانہ محبت بھری نظر پاکیزگی کے پانی میں دھو کر وجود پر ڈالتا تھا۔وہ اتنا بدل کیوں گیا؟

اتنا بے پرواہ۔بے تعلق اور اتنا بے وفا کیسے ہو گیا........؟

جو بھی تھا ارشی کا دل ٹوٹ گیا تھا۔

"کرچی کرچی ہو گیا تھا۔پہلے تو وہ نوید کی باتوں کو مذاق سمجھیں لیکن جب نوید نے اس سے یہ کہا۔

میں تم سے پیار نہیں کرتا۔پلیز

"ارشی میرا پیچھا چھوڑ دو خدا کے لیے

تو ارشی چونکے بغیر نہ رہ سکی۔اور جب اس نے نوید کی آنکھوں میں سچائی پڑھنے کی کوشش کی تو اس نے نظریں جھکا دیں۔

آرشی اور نوید دونوں کزن تھے۔پہلے گاؤں میں رہتے تھے۔ تین سال پہلے ہی شہر آئے تھے۔ارشی اور نوید نے اکٹھے ہی یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور ایک ہی ڈپارٹمنٹ میں رہنے لگے۔ان کا پیار مثالی تھا۔سب کو معلوم تھا کہ دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اور مستقبل میں ایک دوسرے کے دونوں جیون ساتھی بھی بننے والے ہیں۔ایک ماہ پہلے نوید اپنے آبائی گاؤں آپنے ایک دوست سے ملنے گیا۔وہاں سے واپس آنے کے بعد نوید کچھ اکھڑا اکھڑا اور پریشان رہنے لگا۔اس کا دل کسی کام میں نہیں لگتا تھا۔

وہ نوید جو یونیورسٹی کا شوخ و چنچل اور نمایاں اسٹوڈنٹ تھا۔اب ہر وقت بجھا بجھا سا رہتا تھا۔یہ بات یونیورسٹی کے علاوہ اس کے گھر والوں میں بھی محسوس کی لیکن وہ کسی سے کچھ نہ کہتا

۔سوائے اس کے کہ

(کچھ نہیں ہوا ہے مجھے۔میں بالکل ٹھیک ہوں)

لوگوں نے اسے مزید کریدنا چھوڑ دیا لیکن ارشی اسے اس کی پریشانی میں تنہا چھوڑنے والی نہیں تھی۔ وہ نوید سے ہر وقت پوچھتی "نوید مجھے تو بتاؤ آخر کیا بات ہے۔ دیکھو میری طرف کیا تمہیں مجھ سے پیار نہیں ہے؟" اور نوید اس سے بیزار ہو کر اسے دور چلا جاتا۔ جیسے اس سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہو ارشی اس کی بے رخی برداشت نہ کر پاتی اس لیے وہ ہر

وہ ہر وقت سائے کی طرح نوید کے ساتھ رہنے لگی۔

اور اس سے پوچھنے لگی کہ آخر بات کیا ہے؟

ایک بات جو اس نے خاص طور پر محسوس کی تھی کہ جب بھی وہ نوید کے قریب ہوتی کوئی آندھیکی ہستی اسے نقصان پہنچانے کے درپے ہوتی لیکن کسی وجہ سے کچھ نہ کر پاتی۔

اسے واضح طور پر محسوس ہوتا جیسے کوئی اسے خونخوار انداز سے گھور رہا ہے۔

نوید واقعی ارشی سے دور رہنا چاہتا تھا۔ جب بھی ارشی اس کے ساتھ ہوتی ایک انجانا سا خوف اس پر طاری رہتا۔ جیسے ابھی کوئی خونخوار جانور آ کر اسے چیر پھاڑ کر رکھ دے گا۔ آج اتوار کا دن تھا ارشی اپنے بیڈ پر بے سدھ پڑی تھی اسے نوید کی پریشانی اور بے رخی کا سرا نہیں مل رہا تھا۔ وہ بار بار پریشانی سے کروٹیں بدل رہی تھی۔ سارا دن اس نے یہی سوچنے میں گزار دیا کہ نوید کی پریشانی

کیسے دور کرے؟ شام کے قریب اس کے دروازے پر دستک ہوئی۔اور اس کی امی پریشانی کے عالم

میں اندر آئیں

آیئے امی کیا بات ہے۔

خیریت؟

ارشی نے ان کی پریشانی دیکھتے ہوئے پوچھا" وہ بیٹا۔وہ" اسکی امی کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ بات

کیسے کریں؟

"کیا بات ہے امی؟" ارشی نے پھر پوچھا "بیٹا وہ نوید"

کیاہوانوید کو؟" بتائیں نا......؟ارشی نے بے قراری سے پوچھا" نہیں بیٹا۔کچھ نہیں وہ ٹھیک "

ہے۔

لیکن۔۔۔؟

"لیکن کیا۔۔۔؟

"بیٹا ابھی ابھی نوید کی امی کا فون آیا تھا۔نوید نے منگنی توڑدی ہے۔اور انگوٹھی بھی بھجوادی ہے۔"

"کیا.......

منگنی توڑدی..؟

ارشی نے حیران ہوتے ہوئے دہرایا۔اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔"

(بیٹا صبر کرو) اس کی ماں نے اس کے سر کا بوسہ لیا اور روتے ہوئے باہر چلی گئی۔

ارشی ساقط سی ہو گی۔بیتے دنوں کے خوشگوار واقعات ولمحات جو نوید کے ساتھ اس نے گزارے تھے اس کی آنکھوں میں گھوم گئے۔نوید کے لیے وہ اپنے خدا سے رو رو دعائیں مانگتی تھی۔

جس کی چھوٹی سی پریشانی سے وہ دل برداشتہ ہو کر آنسو بھگو دیتی تھی

اس نے اپنے جسم پر پڑی کتاب کھولی جس میں اوپر ہی نوید کی تصویر پڑی تھی اس نے تصویر اپنے نظروں کے سامنے پکڑی اور نم آلودہ آنکھوں سے اسے گھورنے لگی۔وہ تصویر پھاڑنے ہی لگی تھی کہ اچانک اس کے ضمیر سے آواز آئی

"تصویر تو پھاڑ دو گی لیکن دل کا کیا کروں گی"

کیا دل سے نوید کو نکال پاؤ گی؟؟؟؟؟

اس نے ایک لمحے کیلیئے سوچا پھر تصویر کو کتاب میں رکھ کر پرس اٹھایا جوتے پہنے اور باہر نکل گئ وہ جانتی تھی کہ رات کو نوید کس پارک میں جاتا ہے

پارک میں جا کر نوید کو ڈھونڈ میں زیادہ وقت نہیں ہوئ۔

نوید ایک کونے میں سر جھکائے بیٹھا تھا۔وہ چلتی ہوئی نوید کے پاس آئ۔جو نہی نوید نے اس کی طرف ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر پڑا۔

"یو چیٹر "

.........تم نے منگنی توڑ دی اور بے فکر ہو گے میری زندگی تو تباہ۔کر دی نہ تم نے

اب بتاؤ اس پیار کا مجھے حساب کون دے گا جو میں نے تم سے کیا؟؟؟؟

میں کیسے بھلاؤ گی تمہیں۔تمہارا جھوٹا پیار۔

بولو جواب دو؟؟؟

میں کیسے بھلاؤ گی تمہیں؟؟؟ارشی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

نوید کھڑا ہو گیا۔اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔وہ بوجھل قدموں کے ساتھ ارشی کے پاس آیا۔

مجھے بھول جانا ہی بہتر ہے تمہارے لیے۔

یہی کہتے ہوے اس کی آنکھوں میں محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔وہ خاموشی سے سر جھکا کر ایک طرف چل دیا جبکہ ارشی وہی بیٹھ کر بھیگی آنکھوں سے اسے جاتا دیکھتی رہی۔

سنا ہے پیار، محبت، الفت، چاہت ایک ہی پہلوؤں کے چار نام ہیں لیکن عشق اس سے قطعاً مختلف ہے۔محبت میں جسم پگھلتا ہے، دل روتا ہے۔لیکن عشق میں روح جلتی ہے۔اور ارشی کی کیفیت بھی یہی تھی۔اس کی روح سلگ رہی تھی۔کیونکہ اسے نوید سے عشق ہو چلا جاتا تھا۔وہ گھرا گئ ساری رات روتی رہی۔رات کے 2 بجے تہجد پڑھی اور خدا سے دعا کرتی رہی۔

نہیں نہیں نوید نہیں۔

خدا کی قسم میری روح میرا جسم چھوڑ دے گی لیکن میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتی۔

ارشی وہی جاے نماز پر ہی سو گئ۔

آج یونیورسٹی میں ارشی کا دل نہیں لگ رہا تھا وہ تین چھٹیوں کے بعد آج آئی تھی دوسری طرف نوید بھی خاموش اور بجھا بجھا سا تھا وہ بہت کمزور ہو گیا تھا۔اس کی رنگت زردی مائل ہو رہی تھی اور آنکھوں میں وحشت کے ڈیرے ڈال لیے تھے۔ تیسرا پیریڈ ختم ہوا سب باہر نکل آئے۔ارشی نے ایک اچٹتی نظر نوید پر ڈالی جو دنیا و مافیا سے بے خبر کاغذ پر پین سے عجیب سی آڑھی ترچھی لائنیں لگا رہا تھا۔ارشی باہر نکل گئی۔ابھی کچھ دیر ہی اس نے لان میں گزاری تھی کہ کلاس سے چیخ و پکار کی آوازیں سن کر چونکی۔ارشی جو نوید کی کمی شدت سے محسوس کر رہی تھی اوٹھی اور کلاس روم میں جا پہنچی۔وہاں تک سٹوڈنٹس کا جم غفیر جمع ہو چکا تھا۔لیکن جو منظر سامنے تھا اسے دیکھ کر ہر کوئی حیران زدہ تھا۔کلاس میں نوید کرسی پر بیٹھا خوف و شدت سے کانپ رہا تھا۔اور بار بار ایک ہی بات کہی جا رہا تھا

"خدا کیلئے اسے چھوڑ دو"

😭 خدا کیلئے"

جبکہ فرزین جو کہ نوید کی کلاس فیلو تھی اسے کوئی نادیدہ ہستی زمین پر بار بار اٹھا رہی تھی اور گرا رہی تھی۔فرزین کے ہاتھ، پیشانی اور جسم کے کئی حصوں سے خون بہہ رہا تھا اور وہ بری طرح چیخ رہی تھی۔فضا میں کسی نادیدہ ہستی کے قہقہے گونج رہے تھے۔نوید نے جب سٹوڈنٹس کو دروازے میں

Urdu Novels Ghar

کھڑے دیکھا تو دوڑتا ہوا باہر آگیا۔سٹوڈنٹس جو کہ پہلے سے ہی خوف زدہ تھے نوید کو آگے بڑھتا دیکھ کر منتشر ہو گئے۔ارشی یہ منظر دیکھنے میں محو تھی نوید کے باہر آتے ہی اس کی ٹکرار شی سے ہوئی۔دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں۔نوید ارشی کو حسرت و غم سے دیکھنے لگا جیسے اسے کہ رہا ہو۔

"بس دیکھ لو تم اپنی آنکھوں سے"

نوید نے وہاں مزید کھڑا رہنا مناسب نہیں سمجھا اور گھر چلا گیا۔اس واقعے کی تحقیقات کی گئیں تو کوئی خاص وجہ سامنے نا ائی۔آفتاب جو ساتھ ہی کھڑکی میں کھڑا تھا اس نے بتایا کے کلاس میں نوید کو علاؤہ اور کوئی نہیں تھا۔فرزین ہاتھ میں چپس کے پیکٹ لیے کلاس میں نوید کو اکیلا پا کر اندر آ گئی۔اور نوید کو پاس بیٹھ کر بارے کرنے لگی۔ہم سب یہ منظر بہت دلچسپی سے دیکھ رہے تھے کیونکہ فرزین ہے ہی ایسی لڑکی آزاد خیال کہ کوئی بھی لڑکا اس سے بچ نہیں سکتا۔دوسری طرف نوید اس سے بات نہیں کرنا چاہ رہا تھا۔وہ اٹھا اور باہر جانے لگا تو فرزین نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس سے کہنے لگی

کیا بات ہے نوید اب تو تمہاری منگنی بھی ٹوٹ گئی ہے "

"کبھی ہماری طرف بھی دیکھ لیا کرو

اس کا بس یہی کہنا تھا کہ کوئ نادیدہ ہستی اسے مارنے لگ گئ۔فرزین کا جسم کی بار ہوا میں بلد ہوا اور نیچے گرا۔لیکن میں یہ بات پورے یقین سے کہتا ہو کہ اسے مارنے والا نوید نہیں تھا۔نوید تو خود گھبرا گیا تھا اور اسے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

آفتاب اتنا کہ کر خاموش ہو گیا۔لیکن ارشی کسی گہری سوچ میں ڈوب گئ۔اس واقعے کے بعد لوگ نوید سے خوف کھانے لگے۔اس سے دور رہنے لگے جبکہ نویس بے چارہ بے بسی اور حسرت و یاس کی تصویر بن گیا تھا۔وہ خاموشی سے سر جھکائے آتا اور خاموشی سے چلا جاتا۔

دوسری طرف ارشی تھی جو پانچ وقت نماز میں نوید لے دعائیں مانگتی تھی۔اسے معاملہ کچھ حد تک سمجھ آگیا تھا۔وہ اب نوید کو پہلے سے بھی زیادہ چاہنے لگی تھی۔یہی وجہ تھی کہ منگنی کے بعد جتنے بھی رشتے آے اس نے وہ سب ٹھکرا دیے۔گھر والوں نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔

ایک دن وہ کچھ لکھ رہی تھی کہ اس کی امی آئیں اور شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔

"بیٹا گاؤں سے شادی کا کارڈ آیا ہے۔تم چلو گی ناں"

اوہاں کیوں نہیں ضرور چلو گی پر شادی ہے کب؟؟؟

آرشی نے پوچھا۔

امی: بیٹا کل برات ہے اور پرسوں ولیمہ۔ تم پیکنگ کر لو ہم آج شام کو نکلے گے۔

ارشی: جی ٹھیک ہے امی

میں زرہ اپنی دوست نادیہ کو کال کر کے درخواست کا کہہ دو۔

امی: ٹھیک ہے بیٹا۔ اور امی چلی گئ

ارشی نے نادیہ کو کال کر کو درخواست کا کہہ دیا۔ گاؤں بالکل پہلے کی طرح خوبصورت سبز و شاداب تھا۔ ارشی کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی۔ اس کا دل سہانی یادوں سے ابھر آیا تھا۔ وہ پل، وہ لمحے جو اس نے نوید کے ساتھ یہاں گزارے تھے۔ وہ دونوں سارا سارا دن گاؤں کی کچی گلیوں اور سڑکوں پر کھیلتے کودتے رہتے تھے۔

گاؤں میں اب بھی یہی رواج تھا کہ جس کے گھر شادی ہو وہاں خاندان اور محلے کے افراد کئ دن پہلے ہی بسیرا کر لیتے ہیں۔ خوب ہلہ گلہ کرتے ہیں۔ یہی حال یہاں بھی تھا۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد وہاں ڈیرا ڈالے ہوئے تھے۔ انہی میں ارشی کی بچپن کی دوست شاہدہ بھی تھی۔ جس نے جونہی ارشی کو دور سے دیکھا تو بھاگتی ہوئی پاس آئ۔

اوہ ارشی کیسی ہو تم؟؟؟؟؟

ارشی: خوش ہو کر میں ٹھیک تم سناؤ تمہارا کیا حال ہے؟؟

شاہدہ: میں تو بلکل ٹھیک تم کیسی ہو وہاں شہر جا کر تم لوگ بھول ہی گے بھئی۔

ارشی: ارے نہیں یار تم لوگوں کو ہم کیسے بھولا سکتے ہیں۔

اچھا اور کچھ سناؤ گاؤں کے حالات۔ وغیرہ۔

شاہدہ گاؤں کے حالات کے بارے میں مختصر بتانے لگی۔

شاہدہ: اچھا یہ تو بتاؤ وہ تمہارا عاشق کیسا ہے۔ شرارتی انداز میں۔

ارشی: کون ہے وہ؟؟؟؟

شاہدہ: ارے بھئی وہی تمہارا منگیتر اور کون؟؟

ہاں وہ ٹھیک ہے۔ جھجکتے ہوئے ☺☺ ارشی: اچھاوہ؟؟؟

شاہدہ: کیا ٹھیک ہے؟؟؟ مطلب؟؟

ارشی: ہاں نہ وہ ٹھیک ہے۔ اچھا کوئی اور بات کرو ارشی نے موضوع بدلنے کی کوشش کی۔

شاہدہ: ارے یہ کیا پہلے تو اس کا نام لیتے ہی کھل جاتی تھی تم۔اور اس کی باتیں کیسے نہیں تھکتی تھی تم اب کیا ہوا.......؟

آخر کیا بات ہیں۔

ارشی: کوئی بات نہیں ہے۔شاہدہ پلیز تم۔کوئی اور بات کرو نا!

شاہدہ: اچھا بھی تمہاری مرضی !

🙂🙂🙂پر نوید ہے بڑا عجیب انسان

ارشی: کیا مطلب؟؟؟؟

شاہدہ: دیکھوں نہ اس دن فروز سے ملنے اس کے گھر آیا۔

سارا دن گاؤں کی سیر کی اور رات کو کسی کو بن بتاے وہ

پرانے کنویں" پر جا پہنچا۔اور صبح فروز سے بنا ملے ہی واپس چلا گیا۔"

ارشی: پرانا کنویں

یہ تم کیا کہ رہی ہو شاہدہ۔

کسی نے اسے روکا نہیں؟؟؟؟ارشی نے حیران ہو کر۔اس کی آنکھوں میں خوف امڈ آیا۔

شاہدہ: ارے بھئی تم بھی کسی باتیں کر رہی ہو۔نوید یہاں کا باسی ہے اسے پتہ ہے پرانے کنویں کا۔کہ اس پر آسیب ہے۔

اور بھلا رات کے 2 بجے کون جانتا تھا کہ وہ کنویں پر جاے گا

.؟؟؟...شاہدہ نے کہا: رات 2 بجے..

وہ کوئی اور بھی تو ہو سکتا ہے۔تم اتنے یقین سے کیسے کہ سکتی ہو کہ وہ نوید ہی تھا۔

یقین تو ہمیں بھی نہیں تھا۔لیکن صبح فروز نے کنویں کے پاس نوید کا شناختی کارڈ پڑا دیکھا تھا اور فوراً شہر اس کی خیر خبر کیلیئے ربطہ کیا تو نوید نے خود اقرار کیا کہ وہ رات کو کنویں پر گیا تھا۔

ارشی: اوہ اچھا(سوچتے ہوے)

شاہدہ: اب تم تو جانتی ہو ارشی کہ رات کو پرانے کنویں کے پاس کتے بھی نہیں جاتے۔کیوں کہ وہاں جن بھوت گھومتے رہتے ہیں۔تو نوید حقیقت جانتے ہوے بھی.....؟؟؟؟

ابھی شاہدہ بول رہی تھی کہ اس کی ماں نے آواز دی

"شاہدہ ادھر آنا زرہ"

شاہدہ: میں ابھی آتی ہوں کہ کر چلی گئی۔

ارشی: سوچ میں پڑ گئی۔

اچھا...... تو یہ مسلی ہے ارشی نے خود سے کہا اور کانپ کر رہ گئی۔ کیونکہ پرانے کنویں کا خیال آتے ہی رونکٹھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

"پرانا کنویں"

گاؤں کے ایک طرف واقع تھا۔ جس کے کنارے پر ایک پرانا برگد کا درخت تھا۔ ہندوؤں کے زمانے میں یہاں آکر عورتیں پوجا پارٹ کرتی تھی اور اپنے ہیرے، جوہرات کنویں کے عمیق گہرائی میں پھینک دیتی تھی۔ وہ درخت کو اپنا بھگوان مانتے تھے اور شکرانے کے طور پر اپنے جواہرات کنویں میں پھینک دیتے تھے۔

جب یہاں مسلمان آئے تو انہوں نے یہاں کنویں کی گہرائی میں سے سونا تلاش کیا۔ حیرت انگیز طور پر انہیں یہاں سونے کی کوئی چیز نہ ملی۔ کنویں کو ختم کر کے یہاں آبادی کرنے کے بارے میں سوچا گیا۔

اس مقصد کیلئے زمیدار نے پہلے برگد کا درخت کاٹنے کیلئے مزدور بلاے۔پر جیسے ہی آرا درخت کے تنے پر چلتا وہاں سے خون نکل آتا جسے دیکھ کر مزدور ڈر گئے اور کام کرنے سے انکار کار دیا۔

کنویں کو بند کرنے کیلئے اسے مٹی سے بھر دیا گیا۔لیکن دوسرے ہی دن کنویں میں مٹی کی بجائے وہاں زہریلے کیڑے بھرے ہوئے ملے جو آنافانا رینگتے ہوئے قریبی آبادی میں گھس گئے۔

ہر گھر میں اتنی بیماریاں پھیلائیں کہ اے دن لوگ مرنے لگے۔

یہ صورتحال دیکھ کر زمیدار نے کنویں اور درخت کو ایسی حال میں رہنے دیا۔

اس کے بعد اس جگہ کو پر سرار اور آسیب زدہ جگہ سمجھا جانے لگا۔وہاں رات کو کئ دفعہ گاؤں والوں نے عجیب الخلقت دیکھی تھی۔گاؤں کا کوئ کتا اگر کنویں کے کنارے سوتا تو وہ صبح کو مردہ حالت میں پایا جاتا تھا۔اس لیے کنویں کی دہشت کافی بڑھ گئ تھی۔

وہاں سے اکثر عورتوں کے ہسنے کی آوازیں آتی تھی۔غرض وہ جگہ بھاری سمجھی جاتی تھی۔لوگوں نے شام کے بعد وہاں جانا بھی ترک کر دیا تھا۔ناجانے کن وجوہات پر نوید رات 2 بجے اکیلا چلا گیا۔

کنویں سے سب خوف کھاتے تھے سوائے مائی بختوں کے جو کہ اُس کنویں سے 20 گز دور رہتی تھی اور کنویں کی طرف ہی دیکھتی رہتی تھی جب کوئی ان کے اور کنویں کے درمیان آتا تھا تو اسے وہاں سے ہٹا کر پھر دوبارہ سے کنویں کو دیکھنا شروع کر دیتی تھی۔

مائی با بختو گاؤں کی گلی میں سفید چادر بچھا کے بیٹھی ہوتی تھی ایک جاے نماز ایک تسبیح ان کی کل کائنات تھی تھی لوگ خدا ترسی کر کے مائی بختوں کو کھانا دے دیا کرتے تھے۔

مائی بختوں کے گرد ہر وقت لوگوں کا ہجوم ہی رہتا تھا۔ خدا نے ان کے ہاتھوں میں اتنی شفا دے رکھی تھی کہ وہ جس کو بھی دعا دیتی وہ خوشحال ہو جاتا اور ہر طرح کی تنگی، بیماری دور ہو جاتی۔ ارشی مائ بختوں کی دل سے عزت کرتی تھی۔

ارشی ہوش سنبھالتے ہی مائ بختوں کی وہیں اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھے دیکھا۔ مائ بختوں دبلی پتلی ادھیڑ عمر عورت تھی۔ ان کے چہرے سے ہمیشہ نور ٹپکتا تھا۔ وہ سارا دن ہاتھ میں تسبیح لئے کنویں کو گھوری جاتیں۔ اگر اس کے سامنے کوئ آکر کھڑا ہو جاتا تو وہ اسے ہاتھ کے اشارے سے سامنے سے ہٹا دیتی تھی اور دوبارا کنویں پر نظر گاڑ لیتی تھی۔

لوگوں کو یقین ہوا چلا تھا کہ مائی بختوں کا کنویں سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے۔ کہ وہ رات کو بھی وہاں جانے سے نہیں گھبراتی۔

آج ارشی نے واپس شہر جانا تھا۔ جب گاڑی مائی بختوں کے ٹھکانے کے سامنے سے گزرنے لگی تو ارشی نے فوراً گاڑی رکوائی۔ نیچے اتری اور مائی بختوں کے پاس جا کر دوزانوں بیٹھ گئی۔ اس نے مائی بختوں کے گھٹنوں کو پکڑ لیا۔

مائی بختوں جو کہ ارشی کی آمد سے قطعی بے خبر کنویں کو دیکھنے میں محو تھی۔ تسبیح کے دانے جلدی سے پھرنے لگیں۔

"😭 اماں میری مدد کرو! خدا کیلئے میرا نوید "

بس........

مائی بختوں کی گرج دار آواز ہوا میں گونجی۔ ان کے ہاتھ تک گے۔ اس نے آنکھوں کا زاویہ بدلہ اور ارشی کی آنکھوں کو بغور دیکھتے ہوے کہا ...

"تیری آنکھوں میں پیار نہیں، محبت نہیں بلکہ عشق ہے "

Urdu Novels Ghar

وہ تجھ سے تیرا عشق نہیں چھین سکتی۔خدا تیری مدد کرے گا۔اور سن ہار کبھی مت ماننا۔جا میری دعا تیرے ساتھ ہے۔

مائی بختوں نے ارشی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دوبارہ کنویں پر نظر گار کر ارشی سے لاتعلق ہو گئی۔

ارشی نے بھیگی آنکھیں پونچی اور گاڑی میں آکر بیٹھ گئی۔جہاں اس کے والدین اس کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔

گاؤں سے آئے انہیں 5 دن ہو گے تھے کہ ارشی کا ن دل پڑھائی سے اچاٹ ہو گیا وہ یونیورسٹی صرف نوید کو دیکھنے جاتی تھی۔نوید نے خود بھی پڑھائی چھوڑ دی تھی۔اب وہ شاذونادر ہی یونیورسٹی میں نظر آتا تھا۔ارشی نے کچھ ہی دنوں بعد یونیورسٹی ترک کر دیا۔وہ سارا سارا دن کمرے میں گھس کر خدا سے التجائیں اور دعائیں کرتی رہتی۔اس کے کمرے میں ضروت کی اشیا جاے نماز اور تسبیح ضرور موجود رہتی تھی۔

ارشی نے ٹی،وی،وی سی آر،ٹیپ کمرے سے نکال باہر کیے اور کمرہ بلکل سادگی کے ساتھ سجایا۔ اس نے اپنی ایک الگ دنیا بسالی تھی۔جس کا مقصد صرف اور صرف نوید کو حاصل کرنا تھا۔اس کی سچی محبت اور محنت رنگ لائی اور اوپر والے کو اس کی عبادت اور اس کا بے لوث عشق پسند آیا۔اور اسے تاکیدی خواب نظر آنے لگے۔جس میں اسے باقاعدہ سبق پڑھایا جانے لگا۔وہ سوتے میں جو

سبق پڑھتی وہ صبح اوٹھ کر قرآن پاک سے با معنی یاد کر لیتی۔اس طرح کرتے کرتے اس نے پورا قرآن پاک حفظ کر لیا۔اسے اس دنیا کی کوئی خبر نہ تھی اگر کوئی خبر تھی تو وہ تھی بس نوید کی کہ نوید کیسا ہے۔

.....کہاں ہے۔

.....اور کیا کرتا ہے۔

اسے نوید کی پریشانی کا علم ہو چکا تھا۔اور وہ ایسی پریشانی کو دور کرنے کا سدے بابا کر رہی تھی۔ارشی کو اس مقصد سے باز رکھنے کیلیئے کی ان دیکھی طاقتوں نے اسے روکنے کی کوشش کی۔

ارشی ایک مظبوط چٹان بن چکی تھی۔اس کے سینے میں قرآن منور تھا جس کی روشنی کے آگے کوئ بھی ظاہری اور غیبی طاقت ٹک نہیں سکتی۔

اور دوسری بڑی وجہ مائی بختوں کی دعا تھی۔ جس کے طفیل وہ ہمیشہ ثابت قدم رہی۔ارشی کو حالت دیکھ کر واقعی ہی عشق کی سچائی کا یقین ہو جاتا ہے۔

Urdu Novels Ghar

وہ ارشی جس نے دنیا چھوڑ دی، پڑھائی چھوڑ دی اپنوں کو چھوڑ دیا، اور بس اپنے رب سے کو لگالی اور اپنی خواہش کے پورا ہونے کی دعا کرنے لگی۔ ارشی جان چکی تھی کہ اس کا مقابلہ کسی انسان سے نہیں ہے۔

آج ارشی کو تاک الدنیا ہوئے 6 مہینے بیت چکے تھے۔ اس کا کھانا اس کے کمرے میں پہنچا دیا جاتا تھا۔

ارشی کا سبق ختم ہو چکا تھا اور اسے نظر آنے والے خواب بھی اب بند ہو چکے تھے آخری خواب میں اس نے مائی بختوں کو دیکھا جو مسکرا کر اسے شفقت سے دیکھ رہی تھی اور کہہ رہی تھی

شکر الحمدللہ

تم نے سارا سبق مکمل کر لیا ہے تم اب اس قابل ہو کے اس سے لڑ سکوں جاؤ

ڈر نا مت خدا تمہارے ساتھ ہے

اور میری دعائیں بھی

آرشی کا دل آج اتنے عرصے بعد پھر نوید سے ملنے کے لیے بے تاب ہونے لگا۔

وہ اپنے کمرے سے نکلی اور اپنی ماں کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

امی: آج میرا کہیں جانے کو دل چاہ رہا ہے

کیوں نہ آنٹی لوگوں کے گھر چلیں؟؟؟

کیوں نہیں بیٹا ضرور اور میں تو دل سے چاہتی تھی کہ تم اس کوٹھری سے کبھی باہر بھی نکلو (امی نے اس کے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا)

اچھا میں میں تیار ہو جاؤ

اور ارشی اپنے کمرے میں آ کر تیار ہونے لگی

ٹھیک شام 6 بجے وہ لوگ نوید کے گھر پہنچے سب ان سے مل کر بہت خوش ہوئے۔

لیکن ارشی کی نظریں جسے تلاش کر رہی تھی وہاں اسے وہ ابھی نظر نہیں آیا تھا

آنٹی وہ نوید کہاں ہے ارشی نے دانستہ پوچھا۔؟؟؟

بیٹا وہ اپنے کمرے میں ہے سارا دن وہی قید رہتا ہے ہم تو بہت پریشان ہیں اس کی وجہ سے جا کر اسے بلا لاؤ آنٹی نے کہا۔

جی اچھااورارشی اٹھ کھڑی ہوئی نوید کے کمرے کی لائٹ آف تھی ارشی نے دروازے پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ اس کے کان میں بختوں کی آواز آئی۔

ہیلونوید

ارشی نے اسے مخاطب کیا

جواب میں نوید نے سر اٹھا کے اس کی طرف دیکھا

😱😱 اف خدایا

.... نوید کا چہرہ اس قدر خوفناک ہو گیا تھا کہ

ارشی کانپ کر رہ گئی گی۔

اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں اور وہ ارشی کو قہر برساتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

توکیوں آئی ہے یہاں ؟؟؟؟؟

......جادفع ہو جاؤ ورنہ

😬😬😬 بھسم کردوں گی تجھے

نوید کی بجائے کسی عورت کی گرجدار آواز فضا میں گونجی جو بظاہر نوید کے منہ سے ہی نکل رہی تھی

میں نے خود سے جھرجھری۔

ک ک ک ک کون ہو تم۔

😱😱 تیری موت

یہ کہتے ہوئے نوید اوٹھا اور ارشی کی طرف لپکا

اس کے ہاتھ عجیب انداز میں اٹھے اور اس کے چہرے کی ہیبت بگڑ چکی تھی۔اس کی آنکھیں ناک اور منہ سے چنگاریاں نکلیں۔اس سے پہلے کہ وہ ارشی کے قریب پہنچتا۔ارشی کے گرد سبز رنگ کا ایک حصار قائم ہو گیا جس سے ٹکراتے ہی نوید کے منہ سے دل زور سے چیخیں خارج ہونے لگی وہ تکلیف اور اذیت سے کراراہا تھا ارشی کی زبان سے خود بخود دوسرا سبق ادا ہونے لگا۔

وہ جو جو سبق پڑتی گئی فضا نوید کی چیخوں سے گونجتی رہی سب سبق پڑھ کر اس نے آخر میں نوید پر پھونک ماریں تو نوید کو ایک جھٹکا لگا۔

وہ ساکت ہو گیا اور بیڈ پر گر گیا۔

Urdu Novels Ghar

کمرے میں ٹیوب لائٹ کی روشنی پھیل گئی۔ارشی محبت بری نظر سے نوید کے وجود پر ڈالی اس کی آنکھیں بھر آئیں اس نے فورا دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔

حیرت انگیز طور پر نیچے سب لوگ پہلے کی طرح ایک دوسرے سے باتیں کرنے میں مشغول تھے جیسے انہیں کسی چیز کی آواز نہ آئی ہو۔

ارشی نیچے اتری

ابو وہ ذرا گاڑی کی چابی چاہیے۔

اس کی آواز پر سب چونک گے۔

کیوں بیٹا خیریت ابو نے پوچھا؟؟؟

جی ابو وہ خیریت ہے۔

ابو میری سہیلی کا فون آیا تھا میں ابھی اس سے مل کر آتی ہوں ضروری کام ہے اس کا۔

. بیٹا اس وقت ؟؟؟؟ کل چلے جانا

نہیں......

ابو وہ ابھی ضروری ہے

ارشی نے ضد کی۔

اچھا لو لیکن جلدی آنا۔

ارشی چابی لے کر باہر چلی گئی جب کہ وہ لوگ دوبارہ باتیں کرنے لگے۔

ارشی گاڑی تیزی سے چلا رہی تھی اسے فوراً وہاں پہنچنا تھا۔

اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے سردیوں کا موسم تھا اس لیے سڑکیں ویران تھی اور ہر طرف گہری خاموشی اور سناٹے کا راج تھا لیکن ارشی کو ذرہ برابر بھی ڈر محسوس نہ ہوا کیونکہ وہ لگتا ہے کلام الہی کا ذکر کر رہی تھی اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمایاں تھے اسے گاؤں پہنچنے کی جلدی تھی۔

وہ بار بار گاڑی میں نصب گاڑی پر نظر ڈال لیتی۔

اسے فکر تھی تو اس بات کی کہ کہیں اسے پہنچنے میں دیر نہ ہو جائے۔

وہ گاؤں 9:30 بجے پہنچیں اس نے اپنی زندگی کی تیز ترین ڈرائیونگ کی تھی

لیکن خدا کی مدد سے وہ صحیح سلامت گاؤں پہنچ گئی ابھی گاؤں میں ہر طرف طرف گھوپ اندھیرا تھا ہر طرف ویرانی اور خاموشی تھی۔

تمام لوگ اپنے اپنے گھروں میں بستروں میں دبکے ہوئے تھے۔

ارشی گاڑی سے اتری اور چلتی ہوی مائی بختوں کی مخصوص جگہ پر جا پہنچی جہاں اس کی سفید چادر تو موجود تھی لیکن مائی بختوں کا کہیں نام ونشان تک نہ تھا۔

ارشی وہاں بیٹھ گئی اور مائی بختوں کا انتظار کرنے لگی اس کی نظریں کنوئیں پر مرکوز تھیں۔

چند لمحوں بعد ہی مائی بختوں ایک طرف سے آتی ہوئی دکھائی دی۔ارشی اٹھنے لگی لیکن مائی بختوں نے اسے بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا اس نے سفید لباس زیب تن کر رکھا تھا جس سے مسحور کن خوشبو ابھر رہی تھی۔

اس کے چہرے پر حد درجے طمینان اور سکون تھا۔اور وہ ایک دلفریب مسکراہٹ کے ساتھ ارشی کو دیکھ رہی تھی۔مائی بختوں کے ہاتھ میں وہی مخصوص تسبیح تھی۔وہ آرام سے چلتی ہوئی آئی اور اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھ گئی۔

شاباش بیٹا تم نے پہلا امتحان پاس کر لیا اب جاؤ اور اسے ختم کر دو۔

Urdu Novels Ghar

انہوں نے کنوئیں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ارشی کنویں کے قریب جاکر زمین پر بیٹھ گئی اس کے اور کنویں کے درمیان اب دس قدم کا فاصلہ تھا اور برکد کا درخت اپنی جگہ کھڑا دہرا رہا تھا۔

رات کے اس پہر یہ منظر انتہائی منفرد دل فرسا تھا لیکن ارشی عشق کے نشے میں ڈوبی ہوئی تھی اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔

اس نے منہ میں کچھ پڑھا اور کنوئیں اور درخت پر پھنک دیا۔اچانک تیز ہوا چلنے لگی ہر طرف مٹی کے بگولے اٹھنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے برکت کا درخت اور کنواں اس گرد کے بادل کی لپیٹ میں آگیا۔

دھواں چھٹا تو ایک انتہائی خوبصورت لڑکی درخت کے تنے سے ٹیک لگائے کھڑی ارشی کو غضبناک انداز سے گھور رہی تھی۔

کیا چاہتی ہے تو؟؟؟؟؟؟

🤔🤔🤔 کیوں تنگ کر رہی ہے مجھے مجھے

اس کی گرجدار آواز فضا میں گونجی جو بالکل اس آواز جیسی تھی جو ارشی نے نوید کے منہ سے سنی تھی نوید کی جان چھوڑ دے ارشی نے اطمینان سے کہا۔

کیوں چھوڑ دوں اسے ؟؟؟؟

تو کون ہے اس کی ؟؟؟

.... سن لڑکی غور سے

سن لے تجھے میری طاقت کا اندازہ نہیں ہے۔اپنی جان عزیز ہے تو یہاں سے چلے جاؤ ورنہ تجھے بسا کر دوں گی۔

ارشی: نوید کے لیے ایک بار تو کیا سو بار بھسم ہونے کے لئے تیار ہوں لیکن تجھے اسے چھوڑنا ہو گا۔☺

ہاہاہاہا آگ اور مٹی کا کوئی مقابلہ نہیں لڑکی جا چلی جا

جا خواہ مخواہ جان سے جائے گی۔

ارشی: مقابلہ آگ کا مٹی سے نہیں .... آگ کا آگ سے ہے۔

"تو" سراپا آگ ہے

"تیرا" خمیر آگ ہے

جب کہ میری روح آگ ہے میرا عشق آگ ہے اور عشق کی یہ آگ تیرے سارے وجود کو جلا دے گی۔

"تو لے مقابلہ کر"

اس نے دونوں ہاتھ کنوئیں کی طرف کئے جہاں سے کئی تیز فضا میں بلند ہوئی اور برق رفتار سے ارشی کی طرف بڑھنے لگی۔

ارشی اس حملے کے لئے قطعاً تیار نہ تھی وہ جھک گئی لیکن ایک تیر اس کے ہاتھ میں پیوست ہو گیا۔

ارشی کے منہ سے زور کی چیخ نکلی دوسری طرف وہ لڑکی کھڑی ہو کر قہقہے لگا رہی تھی۔

ارشی نے زخم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کچھ پڑھا اور اس پر پھونکا تو اس پر غیبی خنجر برسنے لگے۔ اس نے دونوں ہاتھ کو ارشی کی طرف کر کے جھٹکا دیا تو اس میں لال رنگ کی شعاعیں نکلیں اور ارشی کی طرف بڑھی لیکن ارشی ابھی تک سنبھل چکی تھی اس نے جلدی سے کچھ پڑھ کر شعاوں کی طرف دیکھ کر پھونک ماری تو ان کا رخ وہ کنویں کی طرف ہو گیا۔

شعاع جیسے ہی کوئی پر پڑی وہاں راکھ کا ڈھیر بن گیا اس لڑکی کی شکل ایک دم تبدیل ہوگ ئے اس کے منہ سے ایک دل زور شیخ فضا کو چیرتے ہوئے خارج ہوئی یہ کیا کیا تو نے میری برسوں کی محنت یوں خاک میں ملا دیں میں تجھے نہیں چھوڑوں گی۔

چند لمحوں میں وہاں خوبصورت لڑکی کی بجائے ایک کریہہ صورت بڑھیا کھڑی تھی۔

جس کی رنگت کولے کے جیسی کالی کالی تھی۔اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے اور اس کے ناخن قدر لمبے اور بھدے ہو گئے تھے وہ بھاگ کر ارشی کی طرف دوڑی لیکن ارشی کے قریب پہنچتے ہیں اسے بجلی کا کرنٹ سا لگا کیونکہ ارشی کے گرد سبز رنگ کا حصار قائم ہو گیا تھا۔

ارشی نے بڑھیا کو دیکھا اور کچھ پڑھ کر اس پر پھونک دیا اب اس عورت کے جسم میں آگ بھڑک اوٹھی تھی وہ چیختی ہوئی ادھر اودھر بھاگ رہی تھی۔ برگد کے درخت میں بڑھیا کی طرح آگ بھڑک ہی تھی۔

ارشی کے جسم سے کافی مقدار میں خون بہہ چکا تھا۔ تیر ابھی تک اس کے ہاتھ میں پیوست تھا۔مائی بختوں وہاں فوراً پہنچتی ہے اور تیر اس کے ہاتھ سے نکالتی ہے۔

Urdu Novels Ghar

ارشی کے ابو کے موبائل کی گھنٹی بجتی ہے۔انہوں نے نمبر دیکھا تو وہ سول ہسپتال کا تھا۔انہوں نے بات شروع کی اور دوسری طرف کی بات سن کر وہ فوراً کھڑے ہو گئے۔

ان کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔انہوں نے فون بند کیا اور سب کو سول ہسپتال لے آ پہنچے۔ارشی آپریشن تھیٹر میں تھی۔اس کے جسم میں خون کی کمی کی وجہ سے 3 بوتلیں چڑھائی گئی۔

ڈاکٹر صاحب ارشی کیسی ہے؟؟؟

ڈاکٹر: مبارک ہو ارشی بلکل ٹھیک ہے۔ارشی کا آپریشن کامیاب رہا۔اگر وہ وقت پر ہسپتال نہ پہنچتی تو ان کی جان بھی جاسکتی تھی۔

"ڈاکٹر صاحب ایسے یہاں کون لایا"

ڈاکٹر: ایمبولینس

وہ ہمیں 9:30 پر ایک نامعلوم ہستی کی کال آئی۔انہوں نے ہمیں اس حادثہ کی خبر دی۔تب ساتھ والے گاؤں جا کر انہیں لاتا گیا۔

گاؤں......... ارشی کے والد نے حیرت سے پوچھا؟؟؟

ڈاکٹر: جی گاؤں سے۔

ارشی کے والد سوچتے رہ گئے۔

دوسری طرف

نوید سو کر اٹھا تو اسے ایسا لگا کہ وہ گہری نیند سے اٹھا ہو۔وہ خود کو ہشاش بشاش اور ہلکا پھلکا سا محسوس کر رہا تھا۔

گھر میں سب کو نہ پا کر نوید کو تشویش ہوئی۔اس نے اپنے والد کے نمبر پر کال کی تو اسے ساری صورتحال کا علم ہو گیا۔وہ چند لمحوں بعد ہی ہسپتال پہنچ گیا۔

ارشی کو جب ہوش آئی تو اس کی نظر سب سے پہلے اس کی امی پر پڑی

"سب ارشی کی طرف متوجہ ہو گئے"

اور خدا کا شکر ادا کرنے لگے۔

ارشی بیٹا تم گاؤں کیوں گئی تھی اور تمہارے زخمی ہونے کی اطلاع ہسپتال میں کس نے دی؟؟؟ابو نے پوچھا۔

ارشی: مائی بختوں نے ابو۔

پھر ارشی نے مختصر واقع سب کو سنایا۔

امی: ہوں....... میں تمہاری سب باتوں سے اتفاق کرتی ہو پر یہ مائی بختوں والی بات حلق سے نیچے نہیں اتر رہی؟؟

کیوں کہ ان کو فوت ہوئے آج دسواں دن ہے۔

کیا؟؟؟؟ارشی حیرت و غم کے ملے جلے جذبات چہرے پر سجا کر رہ جاتی ہے۔

****

♡ ختم شدہ ♡

Urdu Novels Ghar